Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

غیر مسلموں سے لین دین اور تجارت، تعلیماتِ نبویہ کے تناظر میں

Transactions and Trade with Non-Muslims in the Perspective of Prophetic Teachings

Published:
September 30, 2023

Dr. Shahzada Imran Ayub
Associate Professor, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore
Email: drhfzimran@gmail.com
ORCID ID: 0000-0002-5840-1646

Siddiqua Aslam Qureshi
Visiting Lecturer Quran Translation, University of Punjab, Lahore.
Ph.D. Scholar of Islamic Studies, University of Education, LMC, Lahore.
Email: saddiqa.aslam143@gmail.com
ORCID ID: 0009-0005-0697-613X

Saba Aorangzaib
Lecturer Islamic Studies, Govt Graduate College for Women Baghbanpura, Lahore (GGCW , Baghbanpura, Lahore).
Email: sabas1211@gmail.com
ORCID ID: 0009-0009-1752-2546

Abstract

Islam is not merely a religion but a comprehensive code of life encompassing various aspects, including economic activities. Within the framework of Islamic principles, making money through trading is permissible. The permissibility extends to trade between Muslims and non-Muslims, although Islamic Shariah, particularly

CC BY

in hadith sciences, distinguishes certain religious aspects between them. These distinctions, particularly concerning matters of money and control, have direct implications for business transactions.This paper delves into the historical context, referencing key Islamic events such as the Medina Pact, contracts with Christians, agreements with the people of Najran, letters of protection for the people of Yemen, Hunain, Maqna, Khabur, and contracts with the Majoos. These historical occurrences serve as valuable sources to understand the nuanced religious aspects affecting trade between Muslims and non-Muslims. The literature, including the books of Sihah e Sitta and other Seerah texts, contains numerous sayings affirming the permissibility of trading relations with non-Muslims. This paper aims to compile and elucidate the golden rules and regulations governing trade with non-Muslims, drawing insights from the treaties of the Holy Prophet Muhammad ﷺ. These treaties serve as a comprehensive roadmap for all human beings engaged in trade, providing guidance for conducting transactions within the ethical and legal framework of Islamic principles.

Keywords: Trade Relations, Treaties, Non-Muslim, Rules & Regulations, Business transactions.

موضوع کا تعارف

انسانی تجارتی تعلقات کا مسئلہ سماج کا اہم مسئلہ ہے کیونکہ معاشرے میں مختلف عقائد و مذاہب کے ماننے والے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس تناظر میں ظلم وزیادتی، حق تلفی اور نا انصافی سے بچنے کے لیے سیرت نبوی اور احادیث مبارکہ میں نمایاں تعلیمات اور اصول وضوابط ملتے ہیں، جن سے غیر مسلموں سے تجارتی تعلقات کا جواز بھی ملتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ نبی ﷺ نے اہل کتاب کو دیگر غیر مسلموں پر فوقیت دی اور ہر شعبے میں ان کے ساتھ محض اہلِ کتاب ہونے کی بنا پر دوستانہ اور ہمدردانہ رویہ اپنایا۔ خلفائے راشدین نے بھی اس سلسلے میں آپ ہی کی پیروی کی۔

CC BY

تعلقات و معاہدات کے حوالے سے دنیا کی تقسیم

اسلامی حکومتوں کو عہد نبوی سے لے کر اب تک دوست دشمن دونوں قسم کی حکومتوں سے سابقہ پڑا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے فقہا نے کتاب و سنت کی روشنی میں دنیا کو دارالحرب، دارالاسلام اور دار العہد کی اصطلاحات میں تقسیم کیا ہوا ہے اور پھر ان کے حوالے سے تفصیلی احکامات بیان کیے ہیں۔ آج کے دور میں اگرچہ اس لحاظ سے تقسیم ممکن نہیں تاہم غیر مسلموں سے تعلقات و معاہدات کے حوالے سے اسلامی تعلیمات سمجھنے کیلئے ان اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے۔ مزید اس حوالے سے یہ بھی پیش نظر رہے کہ دارالحرب کے غیر مسلموں سے تجارتی اور کاروباری تعلقات سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ وہ اس تجارت کے مالی فوائد کو خلافِ اسلام استعمال نہ کر سکیں۔ بہر حال ذیل میں ان اصطلاحات کی مختصر تعریفات پیش کی جارہی ہیں:

دارالاسلام: ایک ایسی باقاعدہ منظم ریاست یا ملک جس کا سربراہ مسلمان ہو اور جہاں اسلامی شریعت کے احکام عملی طور پر نافذ ہوں۔[1]

دارالحرب: دشمنانِ اسلام کا وہ علاقہ یا ملک جس کے باشندے دعوتِ اسلام کو مسترد کر کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرکشی وعداوت کا اظہار کریں اور جہاں اہل اسلام اور اہل ذمہ کی عبادت گاہیں محفوظ نہ ہوں۔[2]

دارالعہد: ایسا علاقہ جو دارالاسلام کے امام وقت یا اس کے نائب کے ساتھ بعض شرائط پر امن و صلح کا معاہدہ طے کرے۔ ان کے افراد کو کافر ہونے کے باوجود "معاہد" کہا جاتا ہے۔[3]

معاشی زندگی اور معاہدات

سماجی زندگی کی طرح معاشی زندگی میں بھی معاہدات کی بہت اہمیت ہے۔ معاملاتِ تجارت، بیع کی اقسام، احکام و شرائط، شراکت، مضاربت، مزارعت، نیز آجر اور اجیر کے حقوق وغیرہ میں معاہدات واضح طور پر ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اگر معاشی زندگی میں معاہدات کے ضروری پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے تو پورا نظام بے وزن نظر آتا ہے۔

دور جہالت کی بعض تجارتی صورتیں

عربوں میں قبل از اسلام کاروبار کی مختلف شکلیں مروج تھیں، جن میں بیع منابذہ، بیع ملامسہ، بیع حبل الحبلہ، بیع محاقلہ، بیع مصراۃ، بیع نجش اور بیع مضطرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اسلام نے ان تمام تجارتی شکلوں کو ممنوع قرار دیا۔ ان اشکال مبادلہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایامِ جاہلیت کے عربوں میں احتکار و اکتناز کے ذریعے مال کو روک کر مصنوعی قلت پیدا کرنے اور قیمتوں کو بڑھا چڑھا کر وصول کرنے کا بھی عام رواج تھا۔

سنتِ نبوی کی روشنی میں غیر مسلموں سے تعلقات

نبی ﷺ نے ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مکی دور میں آپ پر ظلم و ستم کی انتہا کی گئی، آپ کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا، اس کے جواب میں کبھی بھی آپ کی زبان مبارک پر نازیبا کلمات یا بددعا کے الفاظ نہیں آئے۔ بسا اوقات آپ کے

OPEN ACCESS
CC BY

راستے میں کانٹے بچھائے جاتے اور گھر کے دروازے پر عفونتیں پھینکی جاتیں۔ آپ یہ سب کچھ صبر و تحمل سے برداشت کرتے۔ مدنی دور میں اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو غلبہ دیا تو آپ نے کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ غیر مسلموں سے حسنِ سلوک اور معافی کے بے شمار واقعات کتب احادیث وسیرت میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

- ہجرتِ مدینہ کے موقع پر قریش مکہ کی طرف سے آپ ﷺ کے زندہ یا مردہ پکڑ کر لانے کی قیمت 100 اونٹ رکھی گئی تھی۔ سراقہ بن مالک نے اپنے تیز رفتار گھوڑے کی مدد سے یہ کام کرنا چاہا اور آپ کے پاس جا پہنچا۔ پکڑنے کی ہر کوشش پر اس کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا۔ تین دفعہ کوشش کے بعد ارادہ ترک کیا اور آپ سے سندِ امان حاصل کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے اسے سندِ امان لکھ دی۔ آٹھ سال بعد فتح مکہ کے موقع پر جب سراقہ مسلمان ہوا تو اس کے سابقہ جرم کا ذکر تک نہ ہوا۔[4]
- جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ ذات الرقاع غزوہ سے واپس آرہے تھے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا اور تیز دھوپ کی وجہ سے لوگ درختوں کے نیچے آرام کرنے لگے۔ ایک دیہاتی نے غافل سمجھ کر تلوار سونت لی، بولا آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ۔ اس آواز کی تاثیر تھی کہ وہ کانپنے لگا، تلوار نیام میں کر لی۔ اتنے میں صحابہ آگئے، آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا، لیکن اس شخص کو کسی قسم کی سزا نہ دی۔[5]
- صلح حدیبیہ کے زمانے میں 80 آدمیوں کا دستہ تاریکی میں جبل صغیر سے اتر کر آیا تاکہ چھپ کر آپ ﷺ کو قتل کر دے ، مسلمان ہوشیار تھے، انہوں نے ان کو گرفتار کر لیا لیکن آپ نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔[6]
- مکہ میں آپ کی مخالفت میں ابو جہل اور ابو سفیان کا گھرانہ پیش پیش تھا۔ ابو جہل تو جنگ بدر میں مارا گیا لیکن اس کا بیٹا عکرمہ جو بعد کی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف بھرپور حصہ لے چکا تھا فتح مکہ کے بعد خوف کی وجہ سے یمن بھاگ گیا۔ اس کی بیوی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ اسے آپ کے عفو و درگزر کا ذکر کر کے واپس لے آئی۔ آپ نے دونوں کو آتے دیکھا تو خوشی سے اٹھے اور اتنی تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسدِ اطہر پر چادر کا بھی خیال نہ کیا اور فرمایا" اے ہجرت کرنے والے سوار تیرا آنا مبارک ہو۔"[7]
- غزوہ بدر میں مشرکین کے 70 آدمی مارے گئے اور 70 ہی قیدی بنائے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو صحابہ کے درمیان تقسیم کر دیا اور نصیحت فرمائی کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ آپ کی اس نصیحت کا اثر صحابہ پر کس قدر ہوا اس کا ذکر مصعب بن عمیر کے بھائی ابو عزیز بن عمیر یوں بیان کرتے ہیں: انہیں بعض انصار کے حوالے کیا گیا، رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کا ان پر یہ اثر تھا کہ وہ صبح و شام کھانے کے وقت مجھے روٹی کھلاتے اور خود کھجور کھا کر رہ جاتے، ان میں سے کسی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی ملتا تو وہ مجھے دے دیتا اسے ہاتھ نہیں لگاتا تھا، اس سے مجھے شرم محسوس ہوتی تھی۔[8]
- بدر سے فتح مکہ تک ابو سفیان آپ ﷺ کا بدترین دشمن رہا۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباسؓ ان کو لے کر خدمتِ نبوی

OPEN ACCESS
CC BY

میں حاضر ہوئے، آپ نے نہ صرف انہیں معاف فرمادیا بلکہ ان کے گھر کو امان کی جگہ قرار دیا۔[9]

- غیر مسلموں کے جو بیرونی وفود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کی آپ خود میزبانی فرماتے۔ چنانچہ جب مدینہ منورہ آپ کی خدمت میں حبشہ کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا تو آپ نے ان کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا اور ان کی مہمان نوازی اپنے ذمہ لے لی۔ اور فرمایا" یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے لیے ممتاز اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں اس لیے میں نے پسند کیا کہ میں بذاتِ خود ان کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کروں۔"[10]
- ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا چودہ رکنی وفد مدینہ منورہ آیا، آپ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اس وفد میں شامل مسیحیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی نماز اپنے طریقے سے مسجد نبوی میں ادا کریں۔ چنانچہ یہ مسیحی حضرات مسجد نبوی کی ایک جانب مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔[11]
- حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب امن قائم ہو گیا، میری والدہ جو مشرکہ تھیں مجھ سے ملنے آئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ مجھ سے کچھ توقع لے کر آئی ہیں، کیا میں ان کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ صلح رحمی کرو۔[12]
- قبیلہ ثقیف کے وفد کو جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا آپ نے مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ اس کے کھانے کا انتظام فرماتے تھے۔ وفد کے لوگ حضرت خالدؓ کے کھانے سے پہلے کھانا نہیں کھاتے تھے۔[13] اسی قبیلے نے بعد میں چند شرائط کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔
- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے پینے کی کوئی چیز طلب کی، اس نے وہ پیش کی تو آپ نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حسین و جمیل رکھے۔ چنانچہ مرتے وقت تک اس کے بال سیاہ رہے۔[14]
- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھی۔[15] اس سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مسلموں سے کاروباری روابط بھی رکھے جاسکتے ہیں۔
- احادیث میں غیر مسلموں کو تحفے دینے اور ان کے تحفے قبول کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ کسریٰ نے آپ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا، آپ نے قبول کیا، اسی طرح بادشاہوں نے آپ کو ہدیے دیے اور آپ نے قبول فرمائے۔[16]
- جن غیر مسلموں نے آپ ﷺ کے ساتھ معاہدے کیے یا آپ کے تحت ذمی رہنا پسند کیا آپ نے کبھی ان کے ساتھ دوسرے درجے کے شہری کا سا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ ان سے کیے ہوئے معاہدات کو نبھایا اور اگر ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہوئی تو مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کے بغیر ان کے ساتھ عدل کا معاملہ کیا۔
- غیر مسلم رعایا سے حسن سلوک کے حوالے سے آپ ﷺ کا یہ ایک ہی فرمان کافی ہے۔"خبر دار جس کسی نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس سے کوئی چیز اس کی خوشی کے بغیر لی تو میں روز

OPEN ACCESS
CC BY

قیامت اس کی طرف سے جھگڑوں گا۔"[17]

تجارتی تعلقات کے ضوابط

اسلام نے انسان کی زندگی کے لیے حلال و حرام کی حدود مقرر کر دی ہیں۔ ان حدود کے دائرہ میں تجارت، کاروبار اور لین دین بھی آتا ہے۔ ایک مسلمان تو ان حدود کا لازماً پابند ہو گا لیکن غیر مسلم سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ وہ ان سے آزاد ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر شراب اسلام کے نزدیک حرام ہے، اس کے پینے، پلانے، کشید کرنے، تیار کرنے اور اس کی خرید و فروخت، اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لانے لے جانے ہر چیز کی اس نے ممانعت کی ہے۔ اسی طرح خنزیر کو وہ ناپاک قرار دیتا ہے اور اس کے گوشت ہی سے نہیں بلکہ اس کی کسی بھی چیز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔

ایک مسلمان کے لیے اس طرح کی تمام اشیاء کا کاروبار یا لین دین ناجائز ہے، وہ براہ راست ہی نہیں بالواسطہ بھی اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ سوال یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے ان کی تجارت یا مالی لین دین غیر مسلم سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ جائز و ناجائز کی پابندی سے آزاد ہے اور اس کے ذرائع آمدنی حلال و حرام دونوں طرح کے ہیں؟ احادیث سے اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت (رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرع رہن رکھی) جو پیچھے گزری ہے، اس سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں۔

((والحدث دليل على جواز معاملة الكفار وعدم اعتبار الفساد معاملتهم))

"یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کفار سے معاملہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ ان کے آپس کے معاملات کے فساد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔"[18]

سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن بازؒ نے بھی اپنے ایک فتویٰ میں فرمایا ہے کہ

((لا مانع من معاملته في البيع والشراء والتأجير ونحو ذلك، فقد صح عن رسول الله عليه الصلاة والسلام أنه اشترى من الكفار عباد الأوثان، واشترى من اليهود وهذه معاملة، وقد توفي عليه الصلاة والسلام، ودرعه مرهونة عند يهودي في طعام اشتراه لأهله))

"اس (غیر مسلم) کے ساتھ خرید و فروخت، اجارہ وغیرہ میں کوئی حرج نہیں، صحیح طور پر رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے کفار، مشرکین اور یہود سے خریداری کی اور یہ ایک لین دین کا معاملہ ہی ہے اور آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی کچھ غلے کے عوض جو آپ نے اپنے اہل و عیال کے لئے خریدا تھا۔"[19]

غیر مسلموں کے تجارتی حقوق

OPEN ACCESS
CC BY

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو کیا کاروباری حقوق حاصل ہوں گے اور ان پر کتنی پابندیاں ہوں گی۔ اس حوالے سے یہ واضح رہے کہ تجارت اور کاروبار میں ذمی بھی مسلمانوں کی طرح ہیں، ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ ذمیوں کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان پر پابندیاں بھی ہوں گی جو مسلمانوں پر ہیں۔

جمہور علما کے نزدیک غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار میں شراکت بھی جائز ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی فتح کے بعد) یہود کو اس شرط کے ساتھ مقبوضہ زمین پر کاشت کی اجازت دی کہ انہیں پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔ جب کھیتی باڑی اور کاشتکاری میں شراکت جائز ہے تو دوسرے معاملات میں بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان سے جزیہ لیا جاتا ہے جبکہ ان کے اموال شرعی نقطہ نظر کے مطابق مکمل طور پر پاک نہیں ہوتے، اس کا ایک حصہ ناپاک ہوتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ لین دین اور کاروبار میں غیر مسلموں کے ساتھ شراکت کو اسلام نے روا رکھا ہے۔ کاروبار اگر ناجائز نہ ہو تو غیر مسلم اور مسلم کے درمیان مشارکت ہو سکتی ہے۔

اجرت پر غیر مسلموں کی خدمات

مباح اُمور میں اجرت پر غیر مسلم کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اسلامی ریاست بھی ان خدمات سے بالمعاوضہ فائدہ اٹھا سکتی ہے، یہاں اس کے برعکس پہلو کا ذکر ہو رہا ہے وہ یہ کہ کوئی مسلمان اجرت پر کسی غیر مسلم کی خدمت کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو بعض احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ غیر مسلم کی خدمت کرنا اور اس پر اجرت حاصل کرنا صحیح ہے۔

چنانچہ حضرت خبابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک لوہار تھا۔ میں نے مکہ میں عاص بن وائل کا کام کیا۔ میری اجرت اس کے پاس جمع ہو گئی میں نے اس کا تقاضا کیا تو اس نے کہا، قسم خدا کی! میں اس وقت تک ادا نہیں کروں گا جب تک کہ تم محمد (ﷺ) کی رسالت کا انکار نہ کر دو۔ میں نے کہا، قسم خدا کی! تمہارے مر کر دوبارہ زندہ ہونے تک بھی یہ نہیں ہو گا۔ اس نے سوال کیا کہ کیا مرنے کے بعد میں دوبارہ زندہ ہو کر اٹھوں گا؟ میں نے جواب دیا ہاں یہ ہو گا۔ اس نے کہا، اگر ایسا ہوا تو اس وقت میرے پاس مال اور اولاد سب ہی کچھ ہو گا۔ تمہارا قرض بھی میں ادا کر دوں گا۔[20]

اس حدیث کے ذیل میں محدث مہلب کے حوالے سے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: اہل علم نے اجرت پر غیر مسلم کا کام کرنے کو ناپسند کیا ہے، ہاں مجبوری ہو تو دو شرطوں کے ساتھ یہ جائز ہو گا؛ ایک یہ کہ غیر مسلم جو کام لے اس کا کرنا مسلمان کے لیے حلال ہو دوسرے یہ کہ وہ کسی ایسے کام میں اس کی معاونت نہ کرے جس کا نقصان بالآخر مسلمان کو پہنچے۔[21]

امام ابن قدامہؒ نے بھی نقل فرمایا ہے کہ

((ولو أجر مسلم نفسه لذمى، لعمل فى ذمته، صح؛ لأن عليا، رضى الله عنه، أجر نفسه من يهودى، يستقى له ، كل دلو بتمرة، وأتى بذلك النبى -صلى الله عليه وسلم- فأكله ، وفعل ذلك رجل من الأنصار، وأتى به النبى -صلى الله عليه وسلم-، فلم ينكره))

CC BY

"اگر کوئی مسلمان کسی ذمی (غیر مسلم معاہد) کے ہاں اجرت پر کام کرے تو ایسا کرنا درست ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے بھی ایک یہودی کے ہاں اجرت پر کام کیا تھا، آپ اس کے لئے ہر ڈول پر ایک کھجور کے عوض پانی نکالتے تھے، پھر آپ جب یہ کھجوریں لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے بھی ان سے تناول فرمایا، اسی طرح ایک انصاری صحابی نے بھی ایسا کیا اور وہ بھی کھجوریں لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس پر کوئی عیب نہیں لگایا۔"[22]

موجودہ دور میں معاشرے کی اس طرح کی عمومی ضروریات بڑے بڑے اداروں کارخانوں فیکٹریوں کے ذریعے پوری کی جاتی ہے۔ یہ ادارے بالکل نجی اور شخصی بھی ہوتے ہیں لیکن بالعموم انہیں کئی کئی افراد کے گروپ چلاتے ہیں اور بعض ادارے قومی ملکیت میں بھی ہوتے ہیں۔ ان میں فنی ماہرین ہوں یا عام محنت مزدوری کرنے والے سب ہی افراد ادارہ کے ملازم یا کارکن ہوتے ہیں۔ ادارہ اور کارکن دونوں کے حقوق بھی بڑی حد تک متعین ہوتے ہیں۔ اس میں شخصی خدمت کی ذلت کا جو تصور ہے وہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ان اداروں کو چاہے مسلمان چلا رہے ہوں یا غیر مسلم ان میں کسی مسلمان کا ملازمت اختیار کرنا غلط یا ناپسندیدہ نہ ہو گا بشرطیکہ ادارے حرام چیز نہ پیدا کر رہے ہوں۔

غیر مسلموں سے تجارتی تعلقات

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے۔[23] اسلام حرام چیزوں کی پیداوار اور لین دین کو جائز قرار نہیں دیتا اور اس سلسلے میں کسی قسم کے تعاون کو بھی روا نہیں رکھتا۔ ناجائز اور حرام چیزوں کے کاروبار میں تعاون کو وہ معصیت اور عدوان میں تعاون کے مترادف قرار دیتا ہے۔ البتہ حلال چیزوں کی تجارت اور لین دین کا معاملہ غیر مسلم سے کیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ کا کاروباری لین دین غیر مسلموں سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک مشرک جو پراگندہ بال اور دراز قد تھا کچھ بکریاں لے کر پہنچا، آپ نے اس سے سوال کیا کہ کیا یہ فروخت کے لیے ہیں یا تحفہ ہیں؟ اس نے کہا فروخت کے لیے۔ تو آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی۔[24]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حلال چیزوں کی خرید و فروخت غیر مسلموں سے جائز ہے۔ غیر مسلموں کی کمائی کے ذرائع چونکہ وہ چیزیں بھی ہوتی ہیں جن کو اسلام جائز قرار نہیں دیتا۔ اسلام اس چیز کا ہمیں مکلف نہیں ٹھہراتا کہ ہم ان کے ذرائع آمدن کی چھان بین کریں۔ ہم صرف اس بات کے پابند ہیں کہ جو چیز ہم ان سے خرید و فروخت کر رہے ہیں وہ مباح ہو۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے لین دین ساری عمر جاری رکھا۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور کے حوالے سے یوں بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں رہن تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کفار سے معاملہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ ان کے آپس کے معاملات کے فساد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسلام نے نہ

CC BY

صرف غیر مسلموں سے کاروبار کو جائز قرار دیا بلکہ ان کے کاروباری حقوق بھی تسلیم کیے۔ علاوہ ازیں جمہور علماء کے نزدیک غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار میں شراکت بھی جائز ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلم اور غیر مسلم آپس میں خیر خواہی پر مبنی تعلقات ہر دور میں رکھ سکتے ہیں، موجودہ دور میں چونکہ دنیا ایک گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ اور مسلم و غیر مسلم باہم اکٹھے رہنے، کاروبار اور نوکریاں کرنے پر مجبور ہیں۔ لہذا اسلام کی ابدی تعلیمات ان کو ان کی راہ میں خلیج پیدا کرنے کی بجائے ان میں تعاون اور اشتراک کی بنیادیں فراہم کرتی دکھائی دیتی ہے۔ جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان غیر مسلموں سے مجادلہ احسن اور موعظہ حسنہ کے ذریعے تبلیغ اسلام کا کام عمدہ طریقے سے سرانجام دے سکتے ہیں۔

خلاصہ کلام

تجارت، کاروبار، خرید و فروخت اور لین دین انسانی زندگی کا لازمی جز ہے۔ سیرتِ نبوی اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کے ساتھ بھی تجارتی تعلقات درست ہیں۔ حدودِ شرع میں رہتے ہوئے غیر مسلموں سے تجارتی تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔ بحیثیتِ انسان تمام اقوام و ملل کے افراد کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی اور رواداری میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ البتہ اسلامی امتیاز ہر وقت بر قرار رہے گا، عقائد یا دینی مسائل میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ کسی بھی مسلمان کو دین کے معاملے میں مداہنت یا کسی ردوبدل اور ترمیم کی اجازت نہیں مگر اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ ہم جن کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کر رہے ہیں وہ کسی اسلامی ریاست کے خلاف حالتِ جنگ میں تو نہیں، اس صورت میں ان سے تجارتی تعلقات قائم نہ کرنا ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہے، ورنہ ان کے تمام تر اسلام دشمنی میں کیے جانے والے اقدامات میں ہم بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

حوالہ جات

---

[1] اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، دانش گاہ، جامعہ پنجاب، لاہور، 9/106

[2] ایضا، 9/108

[3] ایضا، 9/110

[4] ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1328ھ، 2/8

OPEN ACCESS

[5] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار السلام، ریاض، 2015ء، کتاب المغازی، غزوۃ ذات الرقاع، رقم الحدیث: 4136

[6] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسیٰ، الجامع، دار السلام، ریاض، 1429ھ، کتاب التفسیر، سورۃ الفتح، رقم الحدیث: 3264

[7] ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی مرحبا، رقم الحدیث: 2735

[8] شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، الفیصل تاجران وناشران، لکھنو، س ن، 2/256-257

[9] مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، دار السلام، ریاض، 2012ء، کتاب الجہاد، باب فتح مکہ، رقم الحدیث: 4627

[10] بیہقی، حسین بن علی، شعب الایمان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، س-ن، رقم الحدیث: 9125

[11] ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، لبنان، 1958ء، 1/357

[12] ایضاً، باب الھدیۃ للمشرکین، رقم الحدیث: 2620

[13] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت: لبنان، 1971ء، 2/194

[14] ابو بکر، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، تحقیق حبیب الرحمن، مکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 2019ء، 10/392

[15] صحیح بخاری، کتاب البیوع، بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّسِيئَةِ، رقم الحدیث: 2068

[16] جامع ترمذی، کتاب السیر، باب مَا جَاءَ فِي قَبُولِ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ، رقم الحدیث: 1576

[17] ابو داود، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ، باب فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَاتِ، رقم الحدیث: 3052

[18] ابن دقیق العید، احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام، مطبعۃ السنۃ المحمدیہ، بدون التاریخ، 1431ھ، 2/145

[19] عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، مجموع فتاوی ابن باز، 6/285

[20] صحیح بخاری، كِتَاب الْإِجَارَةِ، بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ، رقم الحدیث: 2275

[21] ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، دار المعرفہ، بیروت، 1379ھ، 4/452

[22] ابن قدامہ مقدسی، ابو محمد عبد اللہ بن احمد، المغنی، دار عالم الکتاب للطباعہ والنشر، ریاض، 1417ھ، 6/370

[23] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من لم یبال من حیث کسب المال، رقم الحدیث: 2059

[24] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب الشراء والبیع مع المشرکین واھل الحرب، رقم الحدیث: 2216

OPEN ACCESS
CC BY